© rasailojaraid.com

پیش کیا ہے، اسے مختصراً سامنے رکھنا ہوگا۔ کیونکہ بعض لوگ قرآنِ حکیم کی ان آیات سے غلط مفہوم اخذ کرتے ہیں۔ جن میں زمین کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف یا مخلوق کی طرف ہے۔ مثلاً:

"والارض وضعھا للانام"

یعنی "تمام زمین مخلوق خدا کے لئے ہے"

حالانکہ اس کا مطلب شخصی ملکیت کے خلاف نہیں۔ ورنہ "خلق لکم ما فی الارض جمیعا" کا مطلب یہ ہوگا کہ کسی قسم کے سامان اور مال و متاع پر کسی کا شخصی استحقاق نہیں۔ اور جو چاہے کسی کا مال و متاع اور نقدِ جہاں اور جب چاہے لے بھاگے۔ اور یہیں سے معاشی کشمکش کی ابتداء ہوتی ہے جو اشتراکیت کی بنیاد ہے اور اسلامی تعلیمات و ہدایات کے یکسر منافی ۔۔۔ بلکہ زمین کی اللہ تعالیٰ کی طرف اس طرح کی نسبت اور ایسے اختراعی مفہوم کی خود باری تعالیٰ نے ان الفاظ میں تردید فرمائی ہے کہ:

"ان الارض للہ یورثھا من یشاء من عبادہ"

یعنی ملکیت کے اعتبار سے کوئی شک نہیں کہ یہ زمین اللہ کی ہے۔ لیکن وہ جسے چاہتا ہے، اس کا وارث بنا دیتا ہے اور اس وراثت کو بنیادی قوانین کے ذریعہ چھیننا قانونِ فطرت کے خلاف ہی نہیں بلکہ انسانی اقدار پر ظلم ہے۔ جبکہ خود اللہ تعالیٰ نے گردشِ دولت کے ایسے ضوابط و منع فرما دیئے ہیں کہ ان میں نہ کسی کا حق تلف ہوتا ہے اور نہ کوئی غاصب بنتا ہے۔ لیکن جب اس اسلامی تصورِ ملکیت کو اشتراکی تصورِ گردش کی نظر سے دیکھا جائیگا تو قانونِ قدرت سے بغاوت کی وجہ سے معاشرہ تہ و بالا ہو جائیگا۔ لہٰذا معاشرہ کی اصلاح کیلئے خالقِ معاشرہ کے قوانین ہی کاملیت و جامعیت کے مصداق ہو سکتے ہیں۔

بہرحال اس اسلامی تصور کو ذہن میں رکھتے ہوئے جب آپ مزارعت کی بحث پڑھیں گے تو آپ یقیناً اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ اگر اسلام شخصی ملکیت کا حامی ہے تو تبھی مزارعت و مضاربت کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ لیکن مسئلہ کی نوعیت یہاں قدرے مختلف ہے کہ ایک ایسا شخص جو بوجوہ اپنی زمین کاشت نہیں کرتا، نہ اپنی اراضی پر کسی کو کاشت کا حق دیتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟ چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

"من کانت لہ ارض فلیزرعھا ولیمنحھا اخاہ فان ابی فلیمسک ارضہ"

(بخاری ج ۱ ص ۳۱۵)

یعنی ہر زمیندار اپنی زمین کو خود کاشت کرے یا اپنے بھائی کو بطورِ احسان دے یا ویسے ہی رہنے دے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

— آخری صورت میں علماء کا اختلاف ہے کہ کیا زمین ویسے ہی رہے یا کاشت ہونی چاہیئے؟ کیونکہ اس کے زراعت سے خالی رہنے میں اس کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے اور ایسے ضیاع سے شریعت نے منع کیا ہے۔ لیکن جو علماء اس کے خالی رہنے کے قائل ہیں، ان کے نزدیک اس کا خالی رہنا بھی چونکہ من وجہ مفید ہے لہٰذا کوئی حرج نہیں۔ یعنی اس صورت میں اس میں گھاس وغیرہ ہوگی جو کہ بہرحال مفید ہے۔ یا اگر وقفہ کے بعد کاشت ہوگی تو اس اعتبار سے دوبارہ فصل میں اضافہ ہوگا۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

"والاجيب بحمل النهي عن اضاعة عين المال او منفعة لا تخلف" (فتح الباری ج ۵ ص ۲۲)

علامہ شوکانی فرماتے ہیں:

"وهذه الزيادة والتي سلفت في حديث جابر يدل لان على جواز ترك الارض لغير زراعة" (نیل الاوطار ج ۵ ص ۲۸۰)

یعنی زمین کے خالی رہنے کی جو وجہ ضیاع منع ہے وہ عین مال کا ضیاع مراد ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ "فلیمسک" کے حکم یا اجازت کا اطلاق بھی اس وقت تک ہے جب تک عین مال کا ضیاع ممکن نہ ہو۔ لیکن اگر عین مال کے ضیاع کا خطرہ ہو تو پھر اس کے لئے مناسب نہیں کہ زمین ضائع کرے۔ یعنی اگر کوئی شخص پانچ دس سال تک زمین کو بے آباد رکھتا ہے جس سے خدشہ ہے کہ زمین ضائع ہو جائے یا قومی سطح پر اقتصادی خسارہ ہو اور کسی کو کاشت نہیں کرنے دیتا تو ایسی صورت میں حکومتِ وقت اس بات کی مجاز ہوگی کہ وہ کوئی ایسا اقدام کرے جس سے ان ممکنہ نقصانات سے محفوظ ہونا ممکن ہو۔ اس سلسلہ میں حضرت عمرؓ سے ایک اثر منقول ہے کہ آپؓ نے تین سال کی مدت مقرر فرمائی کہ اگر وہ اس مدت میں نہ بولے تو پھر کوئی کارروائی کرنی چاہیئے۔

ابو عبید فرماتے ہیں:

"وقد جاء توقيته في بعض الحديث عن عمر انه جعله ثلاث سنين ومنع غيره من عمارتها لمكانه فيكون حكمها الى الامام" (کتاب الاموال ص ۲۹۰)

یعنی یہ مسئلہ حکومتِ وقت پر ہے کہ وہ کسی تادیبی یا انضباطی کارروائی کو روا رکھتی ہے۔ کوئی حکومت ایسی صورت میں خصوصی اختیارات استعمال کرنے کی مجاز ہوگی جب وہ اراضی لوگوں میں تقسیم کرے تاکہ آباد کاری ہو۔ لیکن لوگ تساہل و تغافل سے اس کو آباد نہ کریں۔ یعنی حقِ ملکیت کی نوعیت کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ساتھ حکومت کے اختیارات میں بھی قدرے تبدیلی واقع ہو جاتی ہے۔ ابو عبید فرماتے ہیں:

"فان یحتجر الرجل الارض اما بقطیعة الامام فاما بغیر ذالک ثم یترکها الزمان الطویل غیر معمورة" (الاموال ص۲۹۰)

کیونکہ ملکِ الٰہی کے بعد ملکِ شخصی کا مطالب ہی یہ ہے کہ وہ اس سے فائدہ اٹھائے۔ لیکن جب وہ فائدہ حاصل نہ کرتا ہو تو اس کے ملک میں فرق آتا ہے جس بنا پر حکومت کسی کارروائی کی مجاز ہو سکتی ہے۔ شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں:

"الاصل فیہ ان الکل مال اللہ لیس فیہ حق لاحد فی الحقیقة لکن اللہ تعالیٰ لما اباح لهم الانتفاع بالارض وما فیها وقعت المشاحة... ومعنی الملک فی حق الآدمی کونہ احق بالانتفاع من غیرہ... فاذا کانت الارض علی هذہ الصفة انقطع عنها ملک الآدمیین وخلصت لملک اللہ وحکمها حکم ما لم یحی قط لما ذکرنا من معنی الملک" (حجة اللہ ج۲ ص۱۰۲)

بہرحال حقِ ملکیت کے پیشِ نظر حکومتِ وقت شخصی حقوق کو پامال کرنے کی مجاز نہ ہوگی۔ البتہ یہ توفیق و تطبیق بھی ہو سکتی ہے۔ شخصی حقوق کا اعتبار موروثی جائداد وغیرہ میں ہوگا جبکہ انضباطی کارروائی کا جواز عام تقسیم شدہ اراضی پر ہوگا۔ یعنی حکومت پہلے فریق کو مجبور کرے کہ وہ اپنی زمین ٹھیکہ یا مزارعت پر دے یا اس کی قیمت ادا کر کے حکومت اسے برضا و رغبت قومی ملکیت میں لے کر کسی کے سپرد کر دے۔ غرضیکہ حقِ ملکیت کا احترام بہرحال ضروری ہے۔ جبکہ حکومت ایسے قانون بنانے کی مجاز بھی ہے جس سے ایسے قومی خسارہ سے محفوظ ہوا جا سکے، خواہ وہ کسی نوعیت کا ہو۔

تاہم یہ حقِ ملکیت کا احترام ہی تھا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو نہ صرف از سرِ نو حقوقِ ملکیت عطا فرمائے بلکہ دورِ جاہلیت کے استحقاقِ ملکیت کو بھی برقرار رکھا۔ اور اسی طرح صحابہ کرام کے دورِ خلافت میں بھی لوگوں کو اراضی تقسیم کی جاتی رہیں۔ البتہ جب ایسے موانع سامنے آجائیں جو حقوق کو سلب کرنے کا لاحقہ یا داعیہ بن سکیں تو یہ استثنائی صورت جمیع احکام و حقوق میں پائی جاتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ روحانی پابندیاں اور تخویف و تحذیر بھی ایک ایسا ضابطہ و کلیہ کی حیثیت رکھتی ہیں کہ جن کی موجودگی میں حقوقِ ملکیت کے پامال ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مثلاً آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"من اخذ شبرا من الارض ظلما طوقه الی سبع ارضین"

اور اسی طرح فرمایا:

"لیس لعرق ظالم حق"

یعنی صرف یہی نہیں کہ زیادتی و غصب سے کاشتکار کو اس فصل کا حصہ نہیں ملے گا بلکہ وہ زیر کاشت رقبہ روز حشر بطور سزا طوق کی صورت میں اسے پہنایا جائیگا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حقوق ملکیت کا احترام افراد اور حکومت دونوں کا مشترکہ فریضہ ہے ــ جو بھی اپنے فریضہ کی حیثیت سے اختیارات کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے افراط و تفریط سے کام لے گا وہ نظام قدرت میں دخل انداز ہوگا۔ جس کا نتیجہ ہلاکت و تباہی کے علاوہ کچھ نہیں۔

اطلاع ضروری

● بہت سے احباب کی مدت خریداری اس شمارے کے بعد ختم ہو جائے گی۔ بطور اطلاع ان کے نام آنے والے پرچے پر "آپ کا چندہ ختم ہے" کی مہر لگا دی گئی ہے۔ اپنا پرچہ چیک کرلیں اور نوٹ فرمالیں کہ اس اطلاع کے بعد پندرہ دن کے اندر اندر آئندہ خریداری جاری رکھنے کی صورت میں سالانہ زر تعاون بذریعہ منی آرڈر روانہ فرمادیں یا اگلے ماہ (کا شمارہ) بذریعہ وی پی پی وصول کرنے کے لئے تیار رہیں ــــــ اور اگر خدانخواستہ آئندہ خریداری جاری نہ رکھنے کی صورت میں دفتر کو اطلاع دیں کہ وی پی پی روانہ نہ کیا جائے۔ ورنہ بلاوجہ کوئی معذرت قابل قبول نہ ہوگی۔ یاد رکھئے وی۔پی۔پی واپس کرنا اخلاقی جرم ہے

● بعض اوقات تازہ پرچہ محفوظ رکھنے کی خاطر وی پی پیکٹ میں پرانا پرچہ ارسال کر دیا جاتا ہے، اور وی پی پی وصول ہونے کے فوراً بعد تازہ پرچہ عام ڈاک سے روانہ کر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا اسے کسی بد دیانتی پر محمول نہ کیا جائے۔ والسلام!

(منیجر)

© rasailojaraid.com